تعارف وتبصرہ

عربی ادب دیارِ غیر میں

از سید ضیاء الحسن ندوی ایم، اے
معین دکن پریس، حیدرآباد ۱۹۸۱ء
صفحات ۲۲۰ ۔ قیمت بیس روپے
ملنے کا پتہ: ۸-۳۴۸ ۔ بٹلہ ہاؤس، جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵

تاریخ ادب عربی کے موضوع پر اردو زبان میں کسی مستقل کتاب کی غیرموجودگی حیرت انگیز تھی، اس ضرورت کی طرف آخری چند سالوں میں عربی دانوں کی توجہ قابلِ مبارک باد ہے، اس موضوع پر پہلی کتاب ۱۹۷۷ء میں ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری کے قلم سے سامنے آئی، اس کا نام مختصر تاریخ ادب عربی ہے، (مکتبہ سلفیہ بنارس) ۔اس کا ابھی تک صرف پہلا حصہ طبع ہوا ہے جو دورِ جاہلی کی ادبی تاریخ پر مشتمل ہے ۔اس موضوع اور اسی دورِ جاہلیت سے متعلق دوسری کتاب پروفیسر عبد الحلیم ندوی کے قلم سے ترتیب پائی، اس کا نام عربی ادب کی تاریخ ہے، اس کا پہلا حصہ ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا (ترقی اردو بورڈ، نئی دہلی) ۔ان دونوں کتابوں کے آئندہ اجزاء سے توقع ہے کہ یہ کمی مکمل طور پر دور ہو جائے گی ۔

زیر تبصرہ کتاب اس موضوع پر تیسری کوشش ہے، لیکن اس نے عربی ادب کی تمام تاریخ کو اپنا موضوع نہیں بنایا ہے، بلکہ عربی ادب کے ایک مخصوص مکتبِ فکر کے نشو ونما وارتقا کی تاریخ، اس کا تجزیاتی مطالعہ سادہ اور سلیس اردو زبان میں پیش کیا ہے یہ مخصوص مکتبِ فکر عربی زبان میں الأدب المہجری (پردیسی ادب) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اصطلاحاً یہ وہ عربی ادب ہے جو انیسویں صدی کے اواخر سے لیکر بیسویں صدی کے وسط تک جنوبی وشمالی امریکہ میں لبنانی، شامی اور فلسطینی مہاجر ادباء وشعراء کے ہاتھوں پروان

پڑھا اور ان مہاجرین کے مقامی اخبارات وجرائد اور ان کی ادبی انجمنوں کے ذریعہ منظم طور پر اشاعت پذیر ہوا، ان انجمنوں میں خاص طور پر قابلِ ذکر شمالی امریکہ کی الرابطہ القلمیہ (قائم کردہ ۱۹۲۰ء) اور جنوبی امریکہ کی العصبۃ الاندلسیۃ (قائم کردہ ۱۹۳۳ء) ہیں۔

کتاب دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہے: پہلے حصّہ میں مذکورہ ادب کے نشو ونما وارتقاء کی تاریخ، ادبی انجمنوں کا قیام اور ان کی سرگرمیاں، اخبارات وجرائد کا اجراء، اس ادب کی مختلف اصنافِ سخن کا تعارف، اس کی امتیازی خصوصیات کا تجزیاتی مطالعہ بہت تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے حصّہ میں اس ادب کی نمائندہ شخصیات کا تعارف کرایا گیا ہے، لیکن یہ تعارف صرف سوانحی انداز پر موقوف نہیں ہے، بلکہ زیادہ تر ان کی ادبی تخلیقات کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے، جس سے اس تعارف کی قدر وقیمت بہت بڑھ گئی ہے۔ کتاب کی ابتداء میں پروفیسر عبدالحلیم ندوی کے قلم سے مختصر لیکن جامع مقدمہ بھی مفید معلومات پر مشتمل ہے۔

عربی ادب کے اس مکتبِ فکر کی خصوصیات میں خیالات وافکار کا تنوّع، موضوعات ومضامین میں جدت پسندی، سطحی مشرقی روحانیت کا مغربی رومانیت کے ساتھ امتزاج اور اس کے ادبی سانچوں میں پیش کرنے کا انداز، اسلوب واندازِ بیان میں دل کو چھو لینے والی روانی وچاشنی قدرِ مشترک کے طور پر پائی جاتی ہے جس کی مفصل تصویر کشی لائق مصنّف نے کتاب میں پیش کی ہے، اور وہ اس تصویر کشی میں خود اس حد تک محو ہو گئے ہیں کہ انھوں نے نہ صرف اس ادب اور اس کے نمائندہ ادباء وشعراء کے یہاں عربی تہذیب وثقافت ومعاشرت کے مسلمہ معتقدات سے واضح انحراف بلکہ بغاوت کے متعدی جراثیم کی نشاندہی کی ضرورت محسوس نہ کی، بلکہ ان کی تخلیقات میں زبان وبیان کے معروف ضعف ورکاکت کا ذکر بھی ضروری نہ سمجھا، یہ مصنف کے اپنے موضوع کے ساتھ عشق کی حد تک وارفتگی کی دلیل ہے کہ وہ خود اپنے مزاج وطبع کے لحاظ سے ادیب وشاعر پیدا ہوئے ہیں، وہ دونوں زبانوں پر نہ صرف کامل قدرت، بلکہ ان کا اعلیٰ ادبی وشعری ذوق رکھتے ہیں، اور ان سے مذکورہ ادب کی رومانیت میں کھو جانے کا سہو ممکن ہے، لیکن ضروری نہیں کہ علمی حلقوں میں یہ عذر قابلِ قبول بھی ہو۔